عدالت العظمیٰ آزاد جموں و کشمیر

(اختیار اپیل)

روبرو : محمد اعظم خان، چیف جسٹس

چوہدری محمد ابراہیم ضیا، جج

فوجداری اپیل نمبر 07/2014
(متدائرہ: 31.03.2014)

محمد اکرم خان ولد محمد عالم خان، قوم اعوان، ساکنہ سہر سرسالہ کہالہ، تحصیل و ضلع سدھنوتی، پلندری۔

(اپیلانٹ)

بنام

1۔ محمد محبوب (ریٹائرڈ انسپکٹر پولیس) ولد رنگی خان،
2۔ محمد لطیف،
3۔ محمد خلیل پسران لال محمد،
4۔ محمد ریاض ولد رنگی خان،
5۔ محمد بشیر،
6۔ قربان علی پسران برہان علی،
7۔ محمد الیاس ولد محمد شریف،
8۔ محمد فضل,
9۔ محمد عارف پسران فرمان علی،
10۔ زاہد خان ولد محمد بشیر،
11۔ جان محمد ولد صغیر خان،
12۔ بنارس خان ولد خوشی محمد،
13۔ ذوالفقار خان،
14۔ اعجاز خان،
15۔ نثار خان،
16۔ ابرار خان پسران محمد محبوب،
17۔ محمد لطیف ولد محمد عظیم،
18۔ سکینہ بیگم زوجہ محمد محبوب، قوم اعوان، ساکنہ سہر سرسالہ کہالہ۔

19۔ محمد کریم ولد دوست محمد، قوم اعوان، ساکنہ منوٹہ، تحصیل وضلع سدھنوتی، پلندری۔
20۔ ساجد عمران، ڈی ایس پی، پلندری، ضلع سدھنوتی۔
21۔ ماجد خان، ایس ایچ او، پولیس سٹیشن پلندری۔

(رسپانڈنٹان)

22۔ ریاست آزاد جموں وکشمیر بذریعہ ایڈووکیٹ جنرل، مظفرآباد۔
23۔ محکمہ پولیس بذریعہ انسپکٹر جنرل، مظفرآباد۔

(ترتیبی رسپانڈنٹان)

(اپیل بخلاف فیصلہ شریعت کورٹ مصدرہ 30.01.2014 برنگرانی زیر نمبری 52/2013)

منجانب اپیلانٹان: مسٹر اصغر علی ملک، ایڈووکیٹ۔

منجانب رسپانڈنٹان: سید سروش گیلانی وراجہ آفتاب احمد خان ایڈووکیٹس۔

منجانب ترتیبی رسپانڈنٹان: منصور پرویز خان، ایڈووکیٹ جنرل۔

تاریخ سماعت: 13.06.2016

فیصلہ:۔

(چوہدری محمد ابراہیم ضیاء، جج): عنوانی اپیل زیر دفعہ 25 آزاد جموں وکشمیر اسلامی تعزیرات ایکٹ 1974ء فاضل شریعت کورٹ کے فیصلہ اخراج نگرانی اپیلانٹ محررہ 30.01.2014 ' کے خلاف دائر کی گئی ہے۔

2۔ وجوہات اپیل ہذا اس طور ہیں کہ اپیلانٹ نے مورخہ 24.08.2006 کو پولیس سٹیشن پلندری میں تحریری درخواست دیتے ہوئے ابتدائی اطلاعی رپورٹ نمبر 147/2006 بجرائم 448/452، APC 427/337 و EHA14 درج کرائی۔ واقعات مندرجہ رپورٹ کے مطابق زوجہ مستغیث وقوعہ (متذکرہ درخواست) میں زخمی ہوئی جس کا پولیس نے فارم مضروبی مرتب کر کے قانونی طبی رائے کے لئے رجوع ہسپتال کیا۔ تکمیل تفتیش پر مورخہ 19.09.2007 کو رپورٹ

عدالت تحصیل فوجداری پلندری میں پیش کرتے ہوئے موقف اختیار کیا گیا کہ مقدمہ عدم تسلیم وقوع قابل اخراج ہے۔ فاضل عدالت نے رپورٹ پولیس سے اتفاق کرتے ہوئے مقدمہ خارج کر دیا۔ اپیلانٹ نے اس حکم کے خلاف نگرانی روبرو شریعت کورٹ دائر کی جو بروئے فیصلہ محررہ 07.05.2009 منظور ہوئی اور حکم عدالت تحصیل فوجداری منسوخ کرتے ہوئے فیصلہ میں دی گئی ہدایات پر عمل کرنے کے حکم کے ساتھ مقدمہ واپس کر دیا گیا۔ فاضل تحصیل عدالت فوجداری نے شریعت کورٹ کے فیصلہ پر عمل درآمد کرنے کے بجائے بروئے مکتوب محررہ 07.07.2009 معاملہ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس، پلندری کو دوبارہ تفتیش کر کے چالان پیش کرنے کے لیے بھیج دیا۔ پولیس نے دوبارہ عرصہ تقریباً تین سال گزرنے کے بعد مورخہ 16.11.2012 کو پھر اختتامی پیش کی۔ عدالت نے ایس ایچ او پلندری کے پاس معاملہ اس ہدایت کے ساتھ بھیجا کہ وہ بعد سماعت فریقین رپورٹ پیش کرے۔ ایس ایچ کی رپورٹ پیش ہونے پر عدالت تحصیل فوجداری نے رپورٹ اختتامی سے اتفاق کرتے ہوئے مقدمہ اس بناء پر خارج کر دیا کہ مستغیث کوئی شہادت پیش نہ کر سکا، جائے تنازعہ نمبر خسرہ 264 ملزمان پارٹی کے قبضہ میں ہے اور مضروبہ کا کوئی طبی سرٹیفکیٹ شامل نہ ہے۔ فیصلہ عدالت تحصیل فوجداری کے خلاف شریعت کورٹ میں نگرانی دائر ہوئی جو بھی بروئے فیصلہ محررہ 30.01.2014 خارج ہوئی۔ اسطرح اپیل ہذا عدالت کے زیر سماعت آئی۔

3۔ فاضل وکیل اپیلانٹ، مسٹر اصغر علی ملک، نے تفصیلی واقعات کا حوالہ دینے کے بعد فیصلہ زیر اپیل کو خلاف حقائق و قانون قرار دیتے ہوئے موقف اختیار کیا کہ نہ تو عدالت ابتدائی اور نہ ہی شریعت کورٹ نے ریکارڈ کا ملاحظہ کیا۔ عدالت ماتحت ہا نے فیصلہ شریعت کورٹ محررہ 07.05.2009 کی منشاء کو سمجھ کر اس پر عملدرآمد نہ کیا گیا ہے۔ شریعت کورٹ نے متذکرہ فیصلہ میں واضح طور پر تحریر کیا تھا کہ طبی رپورٹ پیش کرنا تفتیشی آفیسر کی ذمہ داری ہے اور یہ کہ عدالت تحصیل فوجداری نے مستغیث کو سماعت کیے بغیر فیصلہ صادر کیا۔ عدالت تحصیل فوجداری کو فیصلہ شریعت کورٹ کی منشاء کے مطابق فیصلہ کرنا

تھا مگراس کے برعکس مقدمہ دوبارہ پولیس کو سونپ دیا گیا جس نے عرصہ زائد از تین سال گزار کر بدنیتی سے اختتامی رپورٹ مرتب کی۔کونسل اپیلانٹ نے مزید اظہار کیا کہ ملزمان پارٹی میں سے ایک شخص محکمہ پولیس میں مئوثر عہدے پر فائز ہے جس کے اثر ورسوخ کی وجہ سے قانون کو بے بس کر دیا گیا۔ یہ بھی اظہار کیا کہ اپیلانٹ نے عدالت تحصیل فوجداری میں درخواست معہ ثبوت، بیان حلفی ودیگر دستاویزات پیش کی جس کوسرے سے زیر غور ہی نہ لایا گیا ہے۔فیصلہ ابتدائی عدالت شریعت کورٹ کے فیصلہ کے مغائر ہونے کی بناء پر قانون وانصاف کے خلاف ہے جس کے بحال رہنے سے اپیلانٹ استغاثہ بھی عدالت میں دائرنہیں کرسکتا۔لہذا اپیل ہذا منظور کرتے ہوئے تحصیل فوجداری عدالت کومقدمہ کی سماعت کاحکم جاری فرمایا جائے۔

4۔ مسٹر منصور پرویز خان، وکیل ترتیبی رسپانڈنٹان و راجہ آفتاب احمد خان وکیل رسپانڈنٹ نمبر 21 ,20، نے موقف اختیار کیا کہ فیصلہ زیر نزاع درست ہے۔تاہم اگر اپیل منظور ہوتی ہے توانہیں کوئی اعتراض نہ ہے۔

5۔ سید سروش گیلانی ، وکیل بقیہ رسپانڈنٹان، نے پورے طور پر فیصلہ زیر اپیل کا دفاع کرتے ہوئے کہا کہ یہ قانون کے مطابق ہے۔مستغیث باوجود مواقع فراہم کرنے کے کوئی شہادت پیش کرسکا اور نہ ہی اُس نے تفتیشی ایجنسی سے تعاون کیا۔مستغیث کے موقف کی تردید ریکارڈ مال سے ہوتی ہے۔اراضی نمبر خسرہ 264 مستغیث کی ملکیتی نہ ہے بلکہ ریکارڈ مال اور رپورٹ عاملان کے مطابق ملزمان پارٹی کی ملکیتی وزیر قبضہ ہے۔اس طرح عدالت شریعت کورٹ وتحصیل فوجداری نے کوئی قانونی غلطی نہ کھائی ہے۔

6۔ ہم نے وکلاء فریقین کے دلائل کی روشنی میں ریکارڈ مقدمہ کا عمیق جائزہ لیا۔واقعات مندرجہ بالا کی روشنی میں یہ انتہائی تکلیف دہ امر ہے کہ تفتیش مقدمہ کے حوالہ سے مستغیث مقدمہ تقریباً 8 سال سے تھانوں اور عدالتوں میں دھکے کھا رہا ہے اور ابھی تک معاملہ یکسو نہ ہوسکا ہے۔ریکارڈ سے معلوم

ہوتا ہے کہ مستغیث کی تحریری درخواست پر مقدمہ درج ہو کر اس کی زوجہ مضروبہ کو فارم مضروبی مرتب کرنے کے بعد رجوع ہسپتال کرایا گیا۔ عدالت تحصیل فوجداری نے ہر دو احکامات اخراج مقدمہ کے وقت تحریر کیا کہ ریکارڈ میں مضروبہ کی طبی رپورٹ شامل نہ ہے جبکہ شریعت کورٹ کے فیصلہ محررہ 07.05.2009 میں واضح طور پر قرار دیا گیا کہ رپورٹ پیش کرنا تفتیشی افسر کی ذمہ داری ہے۔ نہ تو عدالت تحصیل فوجداری نے شریعت کورٹ کے فیصلہ کی منشاء کو قابل توجہ و قابل عمل سمجھا اور نہ ہی پولیس کی ذمہ داری اور کردار پر توجہ دی۔ مقدمہ واپس بھیجے جانے پر اپیلانٹ مستغیث نے عدالت شریعت کورٹ میں مورخہ 16.11.2012 کو تحریری درخواست منسلکہ 42 اوراق بشمول حکم نائب تحصیلدار نسبت صحت اندراج کاشت اراضی نمبر خسرہ 264، نقول دیگر عدالتی ریکارڈ و بیان حلفی گواہان امر واقع محمد بشارت، ضمیر احمد اور امجد حفیظ' دائر کی۔ مگر عدالت ابتدائی نے اس سارے ریکارڈ منسلکہ درخواست کا تذکرہ یا حوالہ دینا بھی گوارہ نہ کیا ہے۔ اگرچہ کہ یہ عام مقولہ ہے کہ ''قانون اندھا ہوتا ہے'' مگر مقدمہ ہذا کی کاروائی سے معلوم ہوتا ہے کہ متعلقہ منصف عدالتی بصیرت و بصارت سے عاری تھے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ مذکور منصفان نہ صرف فراہمی انصاف میں ناکام رہے بلکہ اُن کا عمل قتل انصاف کے مترادف ہے۔

7۔ ہم نے ریکارڈ عدالت ہا کے علاوہ مسل ضمنیات کا بھی بغور جائزہ لیا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس مقدمہ کی تفتیش میں روز اول سے ہی تفتیشی آفیسران نے بادی النظر میں بدنیتی، غفلت اور انتہائی جانبداری کا مظاہرہ کیا۔ مستغیث جو تحریری درخواست دے کر رپورٹ درج کراتا ہے اس کا کئی دن تک بیان زیر دفعہ 161 ضابطہ فوجداری تک تحریر نہیں کیا جاتا۔ جانبداری اور بدنیتی کی اس سے بڑھ کر کیا مثال ہو گی کہ باوجود اس کے کہ مقدمہ درج ہونے کے بعد فارم مضروبی مرتب ہو کر مذکورہ مضروبہ کو رجوع ہسپتال کرایا گیا مگر طبی رپورٹ کو اختتامی کے ساتھ شامل نہ کیا گیا۔ پولیس کے ان تمام حربوں کو نظر انداز کرتے ہوئے عدالت تحصیل فوجداری کا رپورٹ اختتامی سے اتفاق کرنا، آنکھیں بند کر

کے پولیس کی ہدایات پر عمل کرنے کے مترادف ہے۔ مقام حیرت ہے کہ مستغیث مقدمہ نے درخواست کے ساتھ حکم نائب تحصیلدار نسبت صحت اندارج نمبر خسرہ 264، فیصلہ شریعت کورٹ و دیگر ریکارڈ کے علاوہ اپنے اور گواہان کے بیان حلفی بھی شامل کیے لیکن اُس کی یہ ساری کوشش لاحاصل رہی کیونکہ متعلقین کی آنکھوں پر چھائے جانبداری کے پردے نے یہ ساری چیزیں اوجھل کر دی تھیں۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ قانون کو بے اثر کرنے کے لیے انتہائی دیدہ دلیری کے ساتھ اختیارات کا غلط استعمال کیا گیا۔

8۔ عدالت تحصیل فوجداری نے اخراج مقدمہ کے وقت اراضی نمبر خسرہ 264 کے متعلق ملزمان پارٹی کے قبضہ اور ملکیت کو زیر غور لایا جس سے ایسا لگتا ہے کہ پولیس اور عدالت دونوں فوجداری مقدمہ کی سماعت نہیں بلکہ دیوانی معاملہ میں زمین کی ملکیت کا فیصلہ کر رہے تھے۔ ملزمان پارٹی کے حق میں پٹواری کے بیان کو تو اہمیت دی گئی مگر مستغیث کے پیش کردہ تفصیلی حکم نائب تحصیلدار نسبت صحت اندراج کا ذکر تک کرنا گوارہ نہ کیا گیا' جس سے صاف ظاہر ہے کہ مقدمہ کی تفتیش غیر جانبدار طور پر کرنے کے بجائے ملزمان پارٹی کو فائدہ پہنچانے کے لیے تمام ذرائع اور وسائل استعمال کیے گئے۔

9۔ اختتامی رپورٹ پولیس اور احکامات عدالت تحصیل فوجداری میں اخراج مقدمہ کی بنیادی وجہ اراضی متنازعہ جائے وقوعہ کا زیر قبضہ وملکیت ملزمان ہونا بیان کی گئی ہے۔ ملاحظہ ریکارڈ سے پایا جاتا ہے کہ اس ضمن مس کوئی واضح ثبوت ریکارڈ پر نہ لایا گیا ہے بلکہ صرف پٹواری کی ایک مبہم سی رپورٹ جس میں وہ ظاہر کرتا ہے کہ رقبہ والد مستغیث کے زیر قبضہ ہے' شامل ریکارڈ ہے۔ اس کے برعکس مستغیث نے متنازعہ اراضی کی نسبت ایک فیصلہ نائب تحصیلدار شامل کیا ہے جس میں دونوں فریقین کی سماعت کے بعد بذیل نتیجہ اخذ کیا گیا ہے:۔

''اندریں حالات میں اراضی نمبر خسرہ 264 سے رقبہ تعدادی 26 کنال 19 مرلہ پر سائل محمد اکرم مذکور کی مشمولہ عکسی نقل فیصلہ مصدرہ عدالت ڈسٹرکٹ جج صاحب سدہنوتی / پلندری اجازت کٹائی گھاس کیس سے سائل محمد اکرم کے قبضہ کی مکمل تائیدو

تصدیق ہوتی ہے۔اس کے علاوہ مذکور کا رہائشی مکان بھی تعمیر شدہ ہے جس میں اُس کا والدہ رہائش پذیر ہے، اسطرح تعمیر شدہ مکان اور رہائش کی وجہ سے بھی قبضہ کی واضح دلیل موجود ہے۔اسطرح سائل محمد اکرم مذکور کے حق میں فصل خریف 2004ء سے صحت اندراج کاشت کی منظوری فرمائے جانے میں کوئی امر مانع نہیں ہی''

مگر اس تحریری و تفصیلی فیصلہ نائب تحصیلدار کا ذکر تک نہ کیا گیا ہے جس سے بھی پولیس کا جانبدارانہ اوریکطرفہ عمل واضح ہے۔

10۔ ہمیں فاضل وکیل اپیلانٹ کے موقف سے اتفاق ہے کہ عدالت تحصیل فوجداری نے انتہائی لاپروائی کا ثبوت دیتے ہوئے باوجود اس کے کہ شریعت کورٹ نے فیصلہ مصدرہ 07.05.2009 میں قرار دیا کہ طبعی رپورٹ پیش کرنا تفتیشی ایجنسی کی ذمہ داری ہے اور اختتامی کے معاملہ کو یکسو کرنے کے لیے مستغیث کو سماعت کرنا ضروری ہے' مقدمہ پولیس کے حوالے کر دیا۔مزید برآں مستغیث کی درخواست معہ ریکارڈ پیش کرنے کے باوجود اُسے سماعت نہ کیا گیا۔لاقانونیت اور دیدہ دلیری کا یہ عالم ہے کہ شریعت کورٹ کے فیصلہ کے باوجود اس چھوٹے سے معاملہ کو پولیس نے تین سال تک لٹکائے رکھا اور قانون (خصوصاً ضابطہ فوجداری) کی منشاء کی واضح خلاف ورزی کے علاوہ پولیس کے اختیارات کو لاقانونیت اور جرائم کے تدارک کے بجائے تحفظ کے طور پر استعمال کیا گیا۔اس کردار کے حامل آفیسران معاشرہ کے لیے ناسور ہیں۔

11۔ بالا بوجوہات کی روشنی میں فیصلہ زیر اپیل قانوناً ناقص اور نادرست ہے جو نہ تو ریکارڈ کے مطلوبہ جائزہ پر منحصر ہے اور نہ ہی قانون کی منشاء کے مطابق ہے۔جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ ان حالات میں ہر دو عدالت ہا کے فیصلہ جات قابل منسوخی ہیں۔جو منسوخ کیے جاتے ہیں۔

12۔ جیسا کہ ہم پہلے بھی ذکر کر چکے ہیں کہ تعزیراتی جرائم کی تفتیش کے سلسلہ میں پہلے ہی تقریباً 8 سال کا عرصہ صرف ہو چکا ہے۔ہماری نظر میں اب دوبارہ فریقین کو از سر نو تفتیش اور چالان کے

تکلیف دہ عمل سے گزارنے سے کوئی مثبت نتائج حاصل نہیں ہو سکتے اور نہ ہی انصاف کے تقاضے پورے ہو سکتے ہیں۔ ایسے حالات میں آئین کے تحت حاصل شدہ خصوصی اختیارات کو بروئے کار لاتے ہوئے یہ قرار دیا جاتا ہے کہ اگر سائل وقوعہ کی نسبت استغاثہ دائر عدالت کرے تو تفتیش میں حاصل کی گئی مضروبی رپورٹ کو عدالت ماتحت استغاثہ کا حصہ بنا سکتی ہے اور استغاثہ پر تحت قانون کاروائی کرتے ہوئے معاملہ کو یکسو کرنے کی ہدایت جاری کی جاتی ہے۔

پس اپیل ہذا منظور کی جاتی ہے اور ہر دو احکامات عدالت ہا ماتحت منسوخ کیے جا کر پیراگراف 12 میں دی گئی ہدایت کے تابع اپیل ہذا کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔

مظفرآباد　　　　**جج**　　　　**چیف جسٹس**

16 جون 2016ء

محمد اکرام خان بنام محمد محبوب وغیرہ

حکم:

فیصلہ دستخط ہو چکا ہے جو کہ بعد اجرائیگی نوٹس وکلاء فریقین سنایا جائے گا۔

مظفرآباد **چیف جسٹس** **جج**

16 جون 2016ء